تکبّر

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبّر جیسی اور کوئی بلا نہیں یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحّد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبّر کا نہیں۔ شیطان بھی موحّد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبّر تھا اور آدم کو جو خدا تعالےٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اُس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبّر ہی تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۸)

مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبّر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی رُوح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبّر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمۂ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصوّر کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبّر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ وحشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اُس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایکدم میں اَسْفَلَ السَّافِلِیْن میں جا پڑے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایکدم میں

اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اُسکو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدتِ دراز تک اُس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کرکے دُعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی متکبّر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبّر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبّر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سُننا نہیں چاہتا اور مُنہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سُنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبّر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔

(نزول المسیح صفحہ ۲۴-۲۵)

میرا مسلک نہیں کہ میں ایسا تند خُو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور میں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بُت پرستی کے ردّ کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بُت بنوں اور لوگ میری پُوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں متکبّر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶-۷)

یاد رہے کہ تکبّر کو جھوٹ لازم پڑا ہُوا ہے۔ بلکہ نہایت پلید جھوٹ وہ ہے جو تکبّر کے ساتھ مل کر ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جلّشانہ متکبّر کا سب سے پہلے سر توڑتا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۹)

انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو بآسانی چھوڑ بھی دیتا ہے مگر بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اوّل تو انسان کو ان کا علم ہی مشکل سے ہو سکتا ہے۔ پھر اگر علم ہو بھی جاوے تو اُن کا چھوڑنا اور بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ تپ محرقہ اگرچہ سخت تپ ہے مگر اس کا علاج کھلا کھلا ہو سکتا ہے۔ مگر تپ دق جو اندر ہی اندر کھا رہا ہے اس کا علاج بہت مشکل ہے۔ اسی طرح پر یہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو بڑے بڑے فضائل کے حاصل کرنے سے محروم کر دیتی ہیں۔ یہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض۔ کینہ۔ حسد۔ ریا تکبّر پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے۔ یا اگر چند روز نماز سنوار کر پڑھی ہے اور لوگوں نے اُس کی تعریف شروع کی تو ریا اور عُجب خود پسندی اور نمود پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اصلی غرض جو اخلاص تھی جاتی رہتی ہے۔ اور اگر اللہ جلّشانہ نے اس کو دولت یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت یا عزّت حاصل ہے تو اس کی وجہ سے اپنے دوسرے بھائی کو (جسکو یہ باتیں میسّر نہیں) حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ اور اپنے کسی بھائی سے ضد یا عداوت ہو گئی ہے تو اس کی عیب جوئی پر حریص ہو جاتا ہے۔ پھر تو رات دن اس کی عیب چینی میں گذرتی ہے یا کسی کے قرب حاصل کرنے کیلئے اپنے بھائی کے عیب اس کے آگے بیان کرتا ہے تاکہ اس کو نکال کر وہ منصب ضرور حاصل کرے۔ حالانکہ وہ عیب خود اس میں موجود ہوتے ہیں۔ یہی وہ باریک بدیاں ہیں جن کا ترک کرنا مشکل ہے۔ ایسے ہی تکبّر بھی، اور وہ مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح۔ علماء علم کے رنگ میں اس میں گرفتار ہیں۔ علمی طور پر دوسرے عالم کی نکتہ چینی کر کے اُس کو نقصان پہنچانا۔ ذلیل کرنا اور لوگوں کی نظر سے اس کو گرانا چاہتے ہیں۔ رات دن اس کے عیبوں کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اِس قسم کی باریک بدیو کا دُور کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ مگر شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی۔ اِن بدیوں میں صرف عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ بھی مبتلا پائے جاتے ہیں جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے بلکہ عالم فاضل اور خواص سمجھے جاتے ہیں۔ اِن سے خلاصی پانا اور مرنا ایک بات ہے۔ جب تک اِن بدیوں کی ظلمت سے نجات حاصل نہ کرے تزکیہ نفس کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا۔ اور انسان ان انعامات اور کمالات کا وارث نہیں بن سکتا جو تزکیہ نفس کے بعد خدا تعالےٰ کے حضور سے ملا کرتے ہیں بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ انہوں نے ان اخلاقی بدیوں سے خلاصی پالی ہے۔ لیکن جب کبھی کوئی موقعہ آجاتا ہے اور کسی آدمی سے مقابلہ ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کو بڑا جوش آجاتا ہے۔ اپنے تعلّی اور کبر

کے خیال کو دبا نہیں سکتا۔ پھر وہ گند اس سے ظاہر ہوتے ہیں جن کا وہم و گمان بھی اس پر ظاہر نہیں ہوتا۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی اس نے خلاصی نہیں پائی اور ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ اور وہ تزکیہ نفس جو صلحاء کو حاصل ہوتا ہے جو اصل کمال کی علامت ہے میسّر نہیں آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جس کو **اخلاقی تزکیہ** کہتے ہیں بہت ہی **مشکل** ہے اور اللہ جلّ شانہٗ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لیے بھی وہی تین پہلو ہیں جو ابھی ذکر ہوئے۔ یعنی اوّل **مجاہدہ اور تدبیر**۔ دوم **دُعا**۔ سوم **صحبتِ صادقین**۔

(تقریرین صـ۱۷-۱۸)

تکبر ایسی بلا ہے کہ انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ یاد رکھو تکبّر شیطان سے آتا ہے اور تکبر کرنے والے کو شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس راہ سے قطعاً دُور نہ ہو قبول حق و فیضان الوہیت ہرگز نہیں پا سکتا کیونکہ یہ تکبر اس کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ پس کسی طرح سے بھی تکبّر نہیں کرنا چاہیئے۔ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر تکبّر انہی باتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک انسان اپنے آپ کو ان گھمنڈوں سے پاک وصاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ اللہ جل شانہٗ کے نزدیک پسندیدہ و برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ معرفتِ الٰہی جو جذبات نفسانی کے مواد ردّیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ گھمنڈ شیطان کا حصّہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی یہی گھمنڈ کیا اور اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بڑا سمجھا۔ اور کہہ دیا اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ۔ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ - نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہو گیا۔

(تقریرین صـ۱۹)

تکبّر اور شرارت بُری بات ہے۔ ایک ذرہ سی بات سے ستّر برس کے عمل ضائع جاتے ہیں لکھا ہے کہ ایک شخص عابد تھا۔ وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا۔ اور مدت سے وہاں بارش نہ ہوئی تھی۔ ایک روز بارش ہوئی تو پتھروں پر اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اس کے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کے واسطے ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی۔ یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اِس پر خدا تعالیٰ نے اُس کا سارا ولی پنا چھین لیا۔ آخر وہ بہت سا غمگین ہوا اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اس کو پیغام آیا کہ تُو نے اعتراض کیوں کیا تھا تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے۔

(ملفوظات جلد ششم صـ۵۷)

تکبّر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے۔ تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے۔ اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبّر کی بُو آوے اور وہ تکبّر ظاہر کرنے والا ہو۔

صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاقِ رذیلہ کے بہت سے جِنّ ہیں۔ اور جب یہ نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں۔ مگر سب سے آخری جِنّ تکبّر کا ہوتا ہے جو اُس میں رہتا ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل اور انسان کے سچّے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔

بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبّر ہوتا ہے اس تکبّر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیئے۔ بعض وقت یہ تکبّر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔ دولتمند متکبّر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبّر ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے ....

..... بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اُس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبّر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روکدیتی ہیں۔ ان سب سے بچنا چاہیئے۔ مگر ان سب سے بچنا ایک موت کو چاہتا ہے۔ جبتک انسان اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا تعالیٰ کی برکت اُس پر نازل نہیں ہو سکتی اور نہ خدا تعالیٰ اس کا متکفل ہو سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد ششم صہ ۴۰۱-۴۰۳)

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا ٭ ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا
جو مر گئے اُنہی کے نصیبوں میں ہے حیات ٭ اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات
شوخی و کبر دیوِ لعیں کا شعار ہے ٭ آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو ٭ زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں ٭ شاید اِسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اِسی میں ہے ٭ ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اِسی میں ہے
تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے ٭ عفّت جو شرطِ دین ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)